قرآنی علم وفہم کا درجۂ حکمت (۱۱)

مولٰنا محمد تقی امینی

قرآنی علم وفہم میں درجۂ حکمت تک رسائی کے لئے انسان کی طرح سماج میں بھی فطری نقطۂ نگاہ سے غور وفکر کی ضرورت ہے جس کا تعین قرآنی آیتوں سے ہوتا ہے۔

سماج ایک ہی خاندان کے افراد کی جمعیت کا نام ہے۔ جن کی طبعی قوتوں اور امکانی صلاحیتوں کے ظہور میں فرق ہوتا ہے۔ یہ جمعیت پہلے دو افراد پر مشتمل تھی پھر ان کی نسل سے رفتہ رفتہ آبادی کی کثرت ہوئی اور ان کی ضرورتوں میں اضافہ ہوا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي	"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو
خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ	ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا	کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت
رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً [۱]	سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔"

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ الخ [۲]

"اللہ ہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے تسکین پائے۔"

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ الخ [۳]

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا کہ تم ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرو۔"

سماج کے افراد میں پہلے یگانگت تھی کوئی اختلاف نہ تھا فطری ہدایت پر قناعت تھی اور کوئی تفرقہ نہ تھا۔ پھر آبادی کی کثرت اور ضروریات زندگی کی وسعت کی وجہ سے رقابت وکشمکش پیدا ہوئی اور باہمی اختلاف ونزاع کی نوبت آئی جس کو رفع کرنے کے لئے فطری ہدایت ناکافی قرار پائی

---

[۱] النساء آیت ۱۔ [۲] الاعراف آیت ۱۸۹۔ [۳] الحجرات آیت ۱۳۔

اور خارجی مدد و رہنمائی کی ضرورت ہوئی۔ بس یہیں سے خارجی مدد و رہنمائی کا وہ سلسلہ شروع کر دیا گیا جس کی نشان دہی اللہ نے بالکل ابتدا میں آدمؑ و اولادِ آدمؑ سے کر دی تھی۔

سماج کی ابتدائی یگانگت کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۔[1]

"لوگ (ابتدا میں) ایک ہی امت تھے پھر آپس میں اختلاف کیا۔"

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً[2]

"لوگ ایک ہی امت تھے (انھوں نے اختلاف کیا) تو اللہ نے انبیاءؑ بھیجے جو خوشخبری سناتے اور خبردار کرتے ہوئے آئے اور ان کے ساتھ کتاب بھیجی قول فیصل کے ساتھ تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کر رہے تھے ان میں وہ فیصلہ کر دے۔"

آدمؑ سے ابتدائی نشان دہی یہ ہے۔

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى[3]

"اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے تو ان کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو کفر کریں گے اور میری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اولادِ آدم سے ابتدائی نشان دہی یہ ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ[4]

"اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں تم کو میری آیات سناتے ہوئے تو جو ڈرا اور جس نے اصلاح کر لی اس کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا اور جو میری آیات کو جھٹلائیں گے اور تکبر کر کے ان سے اعراض کریں گے وہی دوزخ والے ہیں۔"

سماج کی مدد و رہنمائی کا یہ سلسلہ نبیوںؑ اور رسولوںؑ (خاص قسم کے جینیس) کے ذریعہ چلتا رہا جو اعلیٰ ترین و افضل ترین فرد ہوتے تھے کہ اس سے بہتر و محفوظ کوئی اور شکل ممکن نہ تھی۔ یہ حضرات ہر جگہ، ہر قوم اور ہر ملک میں بھیجے گئے۔ کسی دور و زمانہ کا سماج ان سے محروم نہیں رہا۔ قرآن حکیم میں نمونہ کے طور پر شہادت کے لئے چند انھیں نبیوں اور رسولوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی قوم نے

[1] یونس آیت ۱۹۔ [2] البقرہ آیت ۲۱۳۔ [3] البقرہ آیت ۳۲-۳۹۔ [4] الاعراف آیت ۳۵-۳۶۔

دنیا کے ابتدائی تمدن کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا تھا اور جن کا سماج اتار چڑھاؤ اور عروج وزوال کی پوری داستان اپنے اندر سمیٹے ہوتے تھا۔ ابتدا حضرت نوح (علیہ السلام) کے تذکرہ سے کی گئی جن کی قوم سرزمین دجلہ وفرات کے دوآبہ (تمدن کا نہایت قدیم گہوارہ) میں آباد تھی۔ پھر عراق وشام، فلسطین اور مصر میں آباد قوموں اور ان میں بھیجے گئے نبیوں اور رسولوں کا تذکرہ ہے جن سے قرآن کے مخاطبین کسی نہ کسی درجہ میں باخبر تھے۔ نمونہ اور شہادت کے لئے اگر ان نبیوں اور رسولوں کو منتخب کیا جاتا جن سے لوگ بالکل ناواقف ہوتے تو پہلے ان کے وجود کا ثبوت ضروری ہوتا پھر اس کے بعد ان کو بطور نمونہ وشہادت پیش کرنے کا حق حاصل ہوتا اور اس طول طویل طریق کار کے الجھاد میں وہ مقصد فوت ہو جاتا یا ثانوی درجہ میں آجاتا جس کے لئے قرآن نازل ہوا ہے۔

ان آیتوں میں مختلف عہدوں، قوموں اور زمانوں میں مدد ورہنمائی کا ذکر ہے۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ[1]

"اور کتنے ہی نبی ہم نے پہلے لوگوں (ابتدائی عہد) میں بھیجے"

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ[2] الخ

"اے پیغمبر! ہم نے تم سے پہلے کتنے ہی رسول بھیجے، کچھ ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے بیان کئے اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات نہیں بیان کئے"

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ[3] الخ

"ہم نے بہت سے رسولوں پر وحی بھیجی جن کا حال ہم پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے رسولوں کا حال نہیں بیان کیا"

إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ[4]

"کوئی امت ایسی نہیں کہ اس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو"

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ[5] — ہر قوم کے لئے ہدایت دینے والا ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ[6] — ہر امت کے لئے رسول ہوا ہے۔

طبعی قوتوں اور امکانی صلاحیتوں کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خود سماج کی مدد و رہنمائی کے لئے کافی ہیں کسی خارجی مدد ورہنمائی کی ضرورت نہیں ہے لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا

---

[1] الزخرف آیت ۶۔ [2] المومن آیت ۷۸۔ [3] النساء آیت ۱۶۴۔ [4] الفاطر آیت ۲۴۔ [5] الرعد آیت ۷۔ [6] العلق آیت ۵۔

ہے کہ یہ قوتیں اور صلاحیتیں نوری امتزاج کے بعد بار آور ہوتی ہیں۔ انفرادی نوعیت میں اگرچہ سادہ اور سلجھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں لیکن امتزاج کے بعد نہایت پیچیدہ اور الجھی ہوئی بن جاتی ہیں جس طرح سونا کان سے نکل کر خام حالت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ قوتیں اور صلاحیتیں خام حالت میں ہوتی ہیں جن کے تزکیہ (صیقل کرنا نکھار پیدا کرنا) اور تنمیہ (توانائی برقرار رکھنا، بتدریج ترقی دینا) دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ان سے سماج کی تمام تر مدد و رہنمائی کی توقع بے سود ہے۔ نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ جو مدد و رہنمائی آتی ہے وہ ان کو صیقل کرتی ان میں نکھار پیدا کرتی، ان کی توانائی برقرار رکھتی اور ان کو بتدریج ترقی دیتی ہے پھر وہ اپنی شکل میں ظہور کے قابل بنتی ہیں۔

قرآن حکیم میں ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1]	اللہ نے آدم کو سارے نام سکھا دیئے۔
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[2]	انسان کو وہ سکھایا جو جانتا نہ تھا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مواقع پر علم سے اجمالی تعلّم ہی مراد ہو سکتا ہے جس سے قوت و صلاحیت کی طرف اشارہ ہے۔[3]

مدد و رہنمائی کا کردار اس آیت میں ہے۔

يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ[4]	جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اس کے ذریعہ اللہ ان کو سلامتی کی راہ دکھاتا ہے اور اپنی توفیق سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کیطرف لاتا ہے۔

نبیوں اور رسولوں نے متفقہ طور پر جن امور کی دعوت دی ان سے مدد و رہنمائی کی نوعیت و جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے مثلاً عقائد و عبادات، نیکی کی قسمیں صالح و مفید کو لینا، فاسد و نقصان دہ کو چھوڑ دینا، لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنا، ظلم و زیادتی سے روکنا، نکاح کو پاکیزہ و مقدس سمجھنا، بدکاری کو گندی و قابل کراہت جاننا، صالح اور مضر افکار کے درمیان تفریق کرنا، حلال و حرام اور پاکیزگی و گندگی کے درمیان امتیاز کرنا، گنہگاروں پر اللہ کی سزائیں قائم کرنا، اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنا اور امر الٰہی کی نشر و اشاعت میں اجتہاد سے کام لینا، مدد و رہنمائی کا یہ کردار قوتوں اور صلاحیتوں کے رگ و ریشہ میں سرایت ہوتا اور نسلاً بعد نسل

---

[1] البقرہ آیت ۳۱۔ [2] العلق آیت ۵۔ [3] قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری آیت ۳۱۔ [4] المائدہ آیت ۱۶۔

منتقل ہوتا رہا اور سماجی زندگی میں اس کے اثرات وخواص نمایاں ہوتے رہے، اس طرح جس قدر بھی قوتیں اور صلاحیتیں ظہور پذیر ہوئیں یا بعد میں ہوں گی کوئی بھی مدد و رہنمائی کے پرتو سے بے نیاز نہیں ہوسکی اور ان کے ذریعہ جس قدر سماجی زندگی کی ترقی ہوئی یا آئندہ ہوگی ان سب میں اس کی جلوہ آرائیوں سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

دراصل یہ مدد و رہنمائی ان رکاوٹوں کو دور کرتی ہے جو قوتوں اور صلاحیتوں کے اصلی ظہور میں مانع ہوتی ہیں اور وہ غذا فراہم کرتی ہے جو ان کی توانائی برقرار رکھنے اور ان کو بتدریج ترقی دیتے رہنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ جس طرح نامیاتی لہروں کے لئے مادی غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح نوری کرنوں کے لئے نوری غذا کی ضرورت ہے۔ لیکن دونوں کی نوعیت، کیفیت اور حاصل کرنے کے طریق میں فرق ہے۔

(۱) لہروں کو زمینی پیداوار سے مناسبت ہے کہ پیکر انسانی زمین ہی کے اجزا سے تیار کیا گیا ہے اور کرنوں کو آسمانی پیداوار سے مناسبت ہے کہ وہ خالص قدرتی عطیہ ہے کسی میکانیکی عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔

(۲) زمینی پیداوار سے طبعی مناسبت کی وجہ سے مادی غذا کی شناخت وتلاش میں زیادہ دشواری نہیں ہوتی ہے، جب کہ آسمانی پیداوار سے فطری مناسبت کے باوجود نورانی غذا کی معرفت وتلاش میں دشواری ہوتی ہے۔

(۳) مادی غذا پر بقائے حیات موقوف ہے اور زندگی باقی رکھنے کے لئے ہر شخص چار وناچار اس کو حاصل کرنے پر مجبور ہے اور نورانی غذا پر بقائے حیات نہیں بلکہ بقائے انسانیت موقوف ہے کہ اس کو حاصل کئے بغیر بھی انسان زندہ رہتا ہے۔ اگرچہ طبعی قوتوں اور امکانی صلاحیتوں کا ہمہ جہتی ظہور نہیں ہوتا ہے۔

(۴) مادی غذا کی ضرورت کے پیش نظر صرف اس حد تک اس پر حد بندی و پابندی درکار ہے کہ اس کی وجہ سے نوری غذا اور اس کی کارکردگی متاثر نہ ہونے پائے اور نوری غذا کی نزاکت کے پیش نظر تجویز، تشخیص اور تعیین کے ہر ہر مرحلہ میں کڑی نگرانی کی ضرورت ہے۔

مذکورہ مدد و رہنمائی، حلال وحرام، جائز و ناجائز اور پاکیزگی و گندگی میں تفریق کر کے ایک طرف مادی غذا کی حد بندی کرتی اور اس پر پابندی لگاتی ہے اور دوسری طرف ذہنی وفکری اور عملی پروگرام مرتب کر کے نوری غذا کی تجویز، تشخیص اور تعیین کرتی اور اس پر کڑی نگرانی رکھنی

ہے کہ اگر افراط و تفریط پائی گئی تو قوتوں اور صلاحیتوں کی کارکردگی میں تناسب نہ پایا جائے گا۔ پھر زندگی کی طلب و رسد میں توازن برقرار نہ رہے گا اور پھر سماج سے عدل و اعتدال رخصت ہو جائے گا جو حدود و رہنمائی کا مقصود و مطلوب ہے۔

طبعی قوتوں اور امکانی صلاحیتوں کے لئے مادی و نورانی غذا کی فراہمی کے باوجود ان کے ظہور میں فرق ہونا ناگزیر ہے کہ اسی پر نظام عالم کا بقاء و ارتقاء موقوف ہے۔ اگر ظہور میں یکسانیت پیدا ہو جائے تو زندگی کی جدوجہد میں مسابقت نہ باقی رہے گی اور کائناتِ ہست و بود کی نیرنگیاں وگل کاریاں ختم ہو جائیں گی۔

قرآن حکیم میں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ الخ

"اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بنایا اور ایک کے درجے دوسرے پر بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تم کو آزمائے۔"

ظہور میں اسی فرق کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل تغیر عن خلقہ فلا تصدقوا بہ۔

جب تم کسی پہاڑ کے بارے میں سنو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو صحیح مان لو لیکن کسی انسان کے بارے میں سنو کہ اس کی خلقت بدل گئی تو صحیح نہ مانو بالآخر وہ اپنی جبلت کی طرف واپس آئے گا۔

حدیث میں صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی قوت و صلاحیت نہ جڑ سے اکھاڑ پھینکی جا سکتی ہے اور نہ ظہور کے فرق کو بالکلیہ ختم کر کے یکسانیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ تعلیم و تربیت اور ماحول کی کارگذاری سے انکار نہیں ہے۔ بلاشبہ قوتوں اور صلاحیتوں کے ظہور میں تعلیم و تربیت اور ماحول کو کافی دخل ہے کہ ان کے بغیر بے شمار قوتیں اور صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں یا حسب حیثیت ترقی نہیں کر پاتی ہیں، لیکن بعض ترقی یافتہ ممالک میں فرق مٹا کر یکسانیت پیدا کرنے کی جو کوششیں ہو رہی ہیں اب تک کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ چنانچہ ان کے اداروں میں یکساں تعلیم و تربیت اور ایک ہی ماحول کے باوجود بچوں کی قوتوں اور صلاحیتوں کے ظہور اور ان کے نتائج میں فرق موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ اس فرق کو جڑ سے نہیں اکھاڑ پھینکا جا سکتا ہے۔ تعلیم و تربیت اور ماحول کی کارگذاری قوتوں اور صلاحیتوں کو صیقل کرنے اور حسب حیثیت ان کو ترقی دینے ہی میں ظاہر ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

لہ الانعام آیت ۱۶۵، ۲ے مسند احمد ج ۶ من حدیث ابی الدرداء، ومشکوٰۃ باب الایمان بالقدر الفصل الثالث۔